2

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احرارِ یورپ کے اسلام کی طرف رجحان کی جو خبر دی تھی وہ پوری ہو رہی ہے

(فرمودہ 11 جنوری 1957ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''پچھلے ہفتہ تبلیغِ اسلام کے متعلق بعض ایسی خبریں ملی ہیں جو ہیں تو ابھی اپنی ابتدائی صورت میں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بڑھا دے تو وہ عظیم الشان تبدیلیوں کا ایک بیج بن سکتی ہیں۔

ایک خط ایک آزاد حکومت کے ایک مبلّغ کی طرف سے آیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ حکومت کا پریذیڈنٹ جو جمہوریت میں بادشاہ کے برابر ہوتا ہے اس کے ایک سیکرٹری یعنی وزیر نے اسلام کے متعلق زیادہ قریبی واقفیت بہم پہنچانے کے لیے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں باقاعدہ ان کے گھر جا کر انہیں قاعدہ یسّرنا القرآن پڑھاؤں تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ عربی زبان اور قرآن کریم پڑھنے کے قابل ہو سکیں۔ ہے تو یہ ایک معمولی خبر لیکن اگر قاعدہ یسّرنا القرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان پر

قرآن کریم آسان کر دے اور وہ مسلمان ہو جائیں تو اس سارے علاقہ میں احمدیت کے پھیلنے کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔

دوسری خبر بھی اِس وقت تو بظاہر معمولی ہے مگر تمام حالات جو ہیں ان میں اگر وہ بڑھنا شروع کر دے تو وہ بھی بڑی ترقی کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ہفتہ جرمنی سے ایک خط آیا ہے کہ ایک جرمن نوجوان نے جو ابھی احمدی نہیں ہوا احمدیت سے دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔ وہ نوجوان جرمنی کے ایک بہت بڑے خاندان کا فرد ہے اور اس کا باپ نازیوں کا ایک لیڈر تھا۔ اور اتنا بڑا لیڈر تھا کہ جب پچھلی جنگ میں ہٹلر کو شکست ہوئی اور اتحادیوں نے فیصلہ کیا کہ ہٹلر کے ماتحت جو بڑے بڑے لیڈر تھے اُن پر مقدمہ چلایا جائے تو جو لوگ اِس غرض کے لیے انہوں نے چُنے اُن میں سے ایک وہ بھی تھا۔ چنانچہ اتحادی کورٹ میں اس پر مقدمہ چلایا گیا اور اسے تین سال کے لیے قید کیا گیا اور اس قید میں اس کے بیوی بچوں کو بھی شامل کیا گیا۔ تین سال کے بعد جب وہ قید سے رہا ہوا تو اتحادیوں نے جرمن حکومت سے کہا کہ گو ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے لیکن کچھ مدت تک تم بھی اسے اپنی نگرانی میں رکھو۔ چنانچہ تین سال تک جرمن حکومت نے بھی اسے قید رکھا۔ جب وہ قید سے رہا ہوا تو چونکہ وہ ملک اور قوم میں بہت اثر و رسوخ رکھتا تھا اِس لیے اُسے شمالی جرمنی کے بنک کا مینیجر بنا دیا گیا۔ اب وہ فوت ہو چکا ہے لیکن اس کا لڑکا اسلام کی طرف مائل ہو گیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر اسلام میری سمجھ میں آ گیا تو میں جرمنی کے بڑے طبقہ کے لوگوں میں جو میرے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تبلیغِ اسلام شروع کر دوں گا۔

پھر پہلے مجھے علم نہیں تھا لیکن وکالت تبشیر نے مجھ سے ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ پروفیسر ٹلٹاک بھی نازی تھے۔ وکالت نے مجھے بتایا کہ پروفیسر ٹلٹاک نے ان سے ذکر کیا ہے کہ وہ بھی نازی تھے اور نازیوں میں وہ ایک بڑے عُہدہ پر تھے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ میں ایڈمنسٹریٹو لائن میں تھا، پروپیگنڈا لائن یا ملٹری میں افسر نہیں تھا اس لیے شکست کے بعد اتحادیوں نے مجھ پر مقدمہ نہیں چلایا ورنہ میں ایسا اہم ممبر تھا کہ مجھ پر بھی مقدمہ چلایا جاتا۔ وہ گزشتہ پیر کو واپس گئے ہیں اور اتوار کی شام کو انہوں نے مجھ سے بھی ذکر کیا کہ میرا نازیوں میں بہت بڑا اثر تھا۔ مجھے تنظیم دفاتر کے کام کا ہیڈ مقرر کیا گیا تھا۔ پھر دوسرے نوجوان کے متعلق ذکر ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر اس کے خاندان کے نام کا پتا لگ جائے

تو میں اسے پہچان سکوں گا (خط میں اس کا نام نہیں دیا گیا تھا)۔ بہرحال پروفیسر ٹلٹاک نے کہا کہ سارے ناٹسی لیڈروں سے میرے تعلقات تھے۔ میں واپس جا کر اس نوجوان کا پتا کروں گا اور اس سے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کروں گا۔ وہ نوجوان مسلمان تو نہیں ہوا لیکن وہ اس خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس کی ہٹلر کی حکومت میں اتنی عظمت تھی کہ اس کے باپ کو اتحادیوں نے خاص آدمیوں میں شمار کیا۔ اس پر مقدمہ چلایا اور اسے قید رکھا۔ اس سے پتا لگتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور ناٹسی لوگ جو کسی وقت جرمنی کے بادشاہ تھے ان میں اسلام پھیل جائے۔ تو چونکہ وہ ملک میں بڑا رسوخ رکھتے ہیں اس لیے بعید نہیں کہ ان میں سے چند آدمیوں کے احمدی ہو جانے کے بعد سارے جرمنی میں اسلام ترقی کرنے لگ جائے۔

پچھلے سال جب میں مری میں تھا تو میں نے ایک رؤیا دیکھا کہ جرمنی کے مبلّغ کا ایک خط آیا ہے کہ جرمنی کا ایک بہت بڑا آدمی احمدی ہو گیا ہے۔ بعد میں رؤیا میں ہی مجھے تار بھی آئی اور اس میں بھی یہ لکھا تھا کہ وہ احمدی ہو گیا ہے اور اُمید ہے کہ اس کے ذریعہ جرمنی میں جماعت کا اثر و رسوخ بڑھ جائے گا۔

یہ دونوں واقعات بتاتے ہیں کہ یہ اسی رؤیا کی تائید میں ہیں۔ گو ابھی ان کی حیثیت ایک گٹھلی کی سی ہے شگوفہ اور پھل نہیں نکلا۔ لیکن ان سے اُمید پیدا ہوتی ہے کہ جس خدا نے مئی میں مجھے یہ باتیں بتائی تھیں اور اب جنوری میں اس کی تائید میں باتیں نکلنی شروع ہوئی ہیں وہ اس کو پورا کرنے کے سامان بھی پیدا کر دے گا۔ اور کوئی بعید نہیں کہ جلد ہی جرمنی کے بااثر خاندانوں میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو اسلام سے محبت رکھتے ہوں اور سارے جرمنی میں اس کی ترقی کے لیے کوشش کرنے والے ہوں۔

اُسی دن پروفیسر ٹلٹاک نے ایک اَور بات بھی بیان کی جو بڑی تکلیف دہ تھی اور مرکزی دفتر کی سُستی پر دلالت کرتی تھی۔ پروفیسر ٹلٹاک نے سرسری طور پر باتوں باتوں میں کہا کہ لطیف بڑا کارآمد شخص ہے اور بڑی اچھی تبلیغ کر رہا ہے لیکن اسے دیکھ کر رحم آتا ہے۔ اس کے پیٹ میں بیماری ہے، درد اُٹھتی ہے تو اس کے ہاتھ مروڑے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر نے اسے کچھ گولیاں دی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک دو گولیاں وہ کھا لیتا ہے تو اُسے آرام آ جاتا ہے۔ پروفیسر ٹلٹاک نے مجھے کہا کہ آپ

اُسے دو تین ہفتہ تک ہسپتال میں داخل کیوں نہیں کرواتے تا کہ وہ ڈاکٹروں کی زیرِنگرانی رہے اور اس مرض سے چھٹکارا حاصل کرلے؟ میں نے کہا دو تین ہفتے تو کیا میں تو اسے دو تین مہینہ تک بھی ہسپتال میں رکھنے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ ڈاکٹر کہیں کہ اتنے عرصہ تک اسے ہسپتال میں رکھنا مفید ہو سکتا ہے۔ پروفیسر ٹلٹاک کہنے لگے یہ تو بڑا لمبا عرصہ ہے آپ اسے دو تین ہفتہ تک ہی ہسپتال میں ڈاکٹروں کی زیرنگرانی رکھیں۔ اسے دیکھ کر بڑا رحم آتا ہے۔ موٹر میں بیٹھا ہوتا ہے اور یکدم اسے درد کا دورہ ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ مروڑا جاتا ہے۔ وہ اُسی وقت ڈبیہ سے دو گولیاں نکالتا اور کھالیتا ہے جس سے کچھ افاقہ ہو جاتا ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ مرکزی دفتر نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اب میں نے دفتر کو حکم دیا ہے کہ خرچ کا اندازہ تو لگاؤ۔ وہ وہاں اکیلا ہے اور مبلّغ کو یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ اگر وہ ہسپتال میں داخل ہو گیا تو اس کے بعد تبلیغ کا کام کون کرے گا؟ اس لیے میں نے یہ بھی کہا ہے کہ جرمنی میں ایک اَور مبلّغ بھجوانے کا انتظام کریں اور دوسرے اخراجات کا اندازہ لگوائیں۔☆ میں نے جب اپنی ایک بیٹی کو وہاں علاج کے لیے بھجوایا تو وہاں تین پونڈ روزانہ خرچ ہوتا تھا۔ اگر لطیف ایک ماہ بھی ہسپتال میں رہے تو اس حساب سے نوّے پونڈ بن جاتے ہیں اور اتنی رقم ایک بڑی جماعت کے لیے اپنے ایک مخلص مبلّغ کی جان بچانے کے لیے خرچ کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ ساری رقم قریباً بارہ سو روپے بنتی ہے اور ایک مخلص مبلّغ جو ایک اہم جگہ پر تبلیغ کر رہا ہے اور بڑی محنت سے کام کر رہا ہے اس کے لیے بارہ سو روپے کی رقم خرچ کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر تحریک پر اس رقم کا خرچ کرنا بوجھ ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی رقم میں بھی دے سکتا ہوں اور میں نے انہیں اِسی نیت سے لکھا تھا کہ وہ اخراجات کا اندازہ لگائیں تو رقم میں ہی دے دوں گا۔ باہر مبلّغ بھیج کر دفتر کا بے پروائی سے بیٹھ جانا نہایت افسوسناک ہے

آج ہی مجھے تحریک جدید کے ایک کارکن کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ فلاں ضروری

☆ دفتر نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے عبداللطیف صاحب کو لکھا ہے کہ وہ خرچ کا اندازہ بھجوائیں لیکن ساتھ ہی لطیف صاحب کی بھی تار آ گئی ہے کہ میں بیمار نہیں اچھا ہوں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ تار انہوں نے مرکز کی تسلی کے لیے دی ہے اور محض ان کی قربانی اور اخلاص پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ جیسا کہ گواہیوں سے ثابت ہے وہ بیمار ہیں۔

کام کے متعلق میں نے تحریک جدید کو کئی دفعہ لکھا ہے اور کئی دفعہ ربوہ بھی جا چکا ہوں مگر ابھی تک مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے اس کے متعلق بھی دفتر کو لکھا ہے۔ اس کا جواب آئے گا تو پتا لگے گا کہ کیا بات ہے۔ بہرحال یہ بات میرے علم میں ہے کہ لطیف پہلے بھی بیمار تھا۔ جب وہ جرمنی گیا ہے تب بھی بیمار تھا۔ لیکن اُس نے کام چھوڑا نہیں بلکہ برابر کرتا رہا۔ ایسے آدمی کے لیے چاہیے تھا کہ اگر میں نہ بھی لکھتا تب بھی خرچ مہیا کیا جاتا اور اسے ہسپتال میں داخل کرایا جاتا تا کہ وہ اپنا علاج کرا سکتا۔

بہرحال جرمنی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت اور اسلام کی ترقی کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گیارہ سال ہوئے 1945ء کی بات ہے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہٹلر ہمارے گھر میں آیا ہے۔ پہلے مجھے پتا لگا کہ ہٹلر قادیان میں آیا ہوا ہے اور مسجد اقصیٰ میں گیا ہے۔ میں نے اُس کی طرف ایک آدمی دوڑایا اور کہا کہ اسے بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اسے ایک چارپائی پر بٹھا دیا اور اس کے سامنے میں خود بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف وہاں بیٹھا تھا اور ہمارے گھر کی مستورات بھی اُس کے سامنے بیٹھی تھیں۔ میں حیران تھا کہ ہماری مستورات نے اُس سے پردہ کیوں نہیں کیا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ ہٹلر چونکہ احمدی ہو گیا ہے اور میرا بیٹا بن گیا ہے اس لیے ہمارے گھر کی مستورات اس سے پردہ نہیں کرتیں۔ پھر میں نے اسے دعا دی اور کہا اے خدا! تُو اس کی حفاظت کر اور اسے ترقی دے۔ پھر میں نے کہا وقت ہو گیا ہے میں اسے چھوڑ آؤں۔ چنانچہ میں اسے چھوڑنے کے لیے گیا۔ میں اس کے ساتھ جا رہا تھا اور یہ خیال کر رہا تھا کہ میں نے تو اس کی ترقی کے لیے دعا کی ہے اور ہم انگریزوں کے ماتحت ہیں اور اُن کے ساتھ اِس کی لڑائی ہے۔ یہ میں نے کیا کیا ہے؟ لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ وہ ہٹلر عیسائی ہے اور یہ ہٹلر احمدی ہو چکا ہے۔ اس لیے اس کے لیے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

یہ رؤیا بھی بتاتی ہے کہ نازی قوم اسلام کی طرف توجہ کرے گی اور ایک ہی ہفتہ میں اس بات کا پتا لگنا کہ ایک بڑے نازی لیڈر کا لڑکا اسلام کی طرف مائل ہے اور اس میں دلچسپی لے رہا ہے اور پھر پروفیسر ٹلٹاک کا بتانا کہ وہ خود بھی نازیوں کے بڑے لیڈر رہتے بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک رَو چلا رہا ہے اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے جو یہ بات نکلوائی تھی کہ

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار 1

وہ پوری ہو رہی ہے۔ احرارِ یورپ آہستہ آہستہ ایک ایک، دو دو، تین تین، چار چار، پانچ پانچ کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور دنیا حیران ہو گی کہ وہ قوم جو اسلام کی شدید دشمن تھی اس کی حمایت کیوں کرنے لگی ہے۔ اور وہ قوم جو اسلامی حکومتوں کو نقصان پہنچایا کرتی تھی وہ ایک ایک، دو دو کر کے اسلامی حکومتوں کو قائم کیوں کرنے لگی ہے۔ غرض یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہو رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فوت ہو گئے۔ آپؑ نے اپنی زندگی میں یہ نظارے نہیں دیکھے لیکن دنیا میں یہی ہوتا ہے کہ باپ درخت لگاتا ہے اور بیٹے اُس کے پھل کھاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک درخت لگایا اور اب آپؑ کے روحانی بیٹے یعنی احمدی اس کے پھل کھائیں گے۔ دوسرے لوگ آپ کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن جب یورپ احمدی ہو گیا تو اس درخت کا پھل کھانے کے لیے وہ بھی آ جائیں گے۔ جیسے کوئی شخص پھلدار درخت لگاتا ہے تو جس وقت اُس کا پھل پکتا ہے تو وہ خود پھل کھائے یا نہ کھائے منگتے پہلے ہی آ جاتے ہیں۔ اِسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہو گی اور احرارِ یورپ اسلام قبول کر لیں گے تو جو مولوی اِس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دے رہے ہیں وہ بھی اپنا ٹھوٹھا لے کر آ جائیں گے اور کہیں گے ہمیں بھی کچھ دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوٰئ حُبِّ پیمبرم 2

اُس وقت حضرت صاحبؑ کا یہ شعر یاد کر کے وہ کہیں گے کہ آپ کے سلسلہ کے بانی نے خود کہا ہوا ہے کہ ان لوگوں کا بھی خیال رکھو۔ آخر یہ بھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا دعوٰی کرتے ہیں۔ پھر تمہارا دل چاہے نہ چاہے بہرحال تمہیں کچھ نہ کچھ انہیں دینا پڑے گا۔ اگر تم انہیں نہیں دو گے تو دوسرے لفظوں میں تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹا قرار دو گے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے الہامات کو سچا ثابت کرنے کے لیے چاہیے تمہیں ان کی گالیاں کتنی بھی یاد آئیں تم کہو گے کہ اپنا ٹھوٹھا لاؤ تا کہ ہم اس میں تمہارا حصہ ڈال دیں بلکہ تمہیں کہنا پڑے گا کہ پہلے تم کھاؤ پھر ہم کھائیں گے"۔ (الفضل 8 فروری 1957ء)

---

1 : درثمین اردو صفحہ 130 زیر عنوان "مناجات اور تبلیغ حق"

2 : درثمین فارسی صفحہ 107